در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سیّد حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیرِ اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظمِ اعلیٰ
سیّد غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۹۱/۹۲ — جلد نمبر ۸

یکم تا ۱۶ اگست ۱۹۹۷ء — ۱۵ ربیع الاول تا ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۷ھ

مدیرِ اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے بیکہ توت پشاور سے شائع کیا

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را

خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را

تو آں شہی کہ کنی ردّ قضائے مبرم را

بری زِ خاطرِ ناشاد محنت و غم را

شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیرِ اعلیٰ	۳
۲	نعت شریف	علامہ سید مکرم علی شاہ سیفی افریدی	۶
۳	انوارِ علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ)	مدیرِ اعلیٰ	۷
۴	تجلّیاتِ غوثیہ	مدیرِ اعلیٰ	۱۰
۵	منقبت بحضورِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	مختار احمد شاہد	۱۲
۶	عطر اور محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	مدیرِ اعلیٰ	۱۳
۷	قرآن میں نباتات و فواکہہ	صوفی مشتاق احمد ایم۔اے	۲۰
۸	غوثِ اعظم دستگیرؒ	صوفی فضل الدین فدا	۲۵
۹	نورِ مبین پیکرِ بشریت میں	ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی	۲۶
۱۰	خاتم النبیین کی محققانہ توضیح	انوار الحق بی۔اے	۳۰
۱۱	ملفوظاتِ حضرت خواجہ حسن بصری	مرتبہ سید نور الحسنین قادری گیلانی	۴۱
۱۲	مواعظِ حسنہ (حصہ اوّل)	علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۴۳
۱۳	استفتاء مع الجواب	علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۵۶
۱۴	تبصرۂ کتب	سید محمد انور شاہ قادری ایم۔اے	۶۱

(شذرہ)

عراق پر سے اقتصادی پابندیاں اٹھائی جائیں

علاء الدین عدیم

گزشتہ ماہ (۱۷ جولائی ۱۹۹۶) کو جمہوریہ عراق نے اپنا یوم آزادی سادگی اور وقار سے منایا اس وقت اس اسلامی ملک کی اقتصادی حالت اقوام متحدہ کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کی وجہ سے اس قدر ابتر ہو چکی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں کم غذائیت کے شکار بچے دوائیں اور خوراک دستیاب نہ ہونے کے باعث ہسپتالوں میں آئے دن دم توڑتے رہتے ہیں مگر مغربی ممالک ٹس سے مس نہیں ہوتے آج سے ۶ سال پیشتر ۱۹۹۰ میں جب عراق کویت سرحدی تنازعہ نے جنگ کی صورت اختیار کر لی تو امریکہ بہادر کو اچانک اپنے مفادات خطرہ میں پڑتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اور وہ اپنے اتحادیوں سمیت عراق پر چڑھ دوڑا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس طرح اس کے دو بڑے مذموم مقاصد حاصل ہوئے ایک تو یہ کہ عراق کی ایٹمی قوت کو تقریباً ختم کر کے رکھ دیا گیا اور دوسرے یہ کہ اپنے جملہ فوجی اخراجات کے لئے کویت اور سعودی عرب کو لمبی مدت کے لئے اپنا باجگزار بنا لیا مگر ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے عراق پر کڑی شرائط کے ساتھ اقتصادی پابندیاں عائد کروادی گئیں ان پابندیوں پر مختلف حیلوں بہانوں سے مسلسل توسیع کی جاتی

رہتی ہے

کویت اور سعودی عرب سمیت تمام خلیجی ممالک کو اللہ تعالیٰ نے تیل کی دولت سے نواز رکھا ہے مگر انہوں نے اپنی اس حثیت سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا امریکہ اور دوسرے تمام مغربی ممالک کی نظر عربوں کی اسی دولت پر ہے عرب ممالک اگر چاہتے تو اسی تیل کو بہت موثر ہتھیار کے طور پر استعمال میں لا سکتے تھے عراق کے صدر صدام حسین اور شاہ فیصل مرحوم نے تو باہمی معاہدہ سے اس سلسلہ میں ایک پروگرام طے بھی کر لیا تھا جس پر عمل ہوتا تو مغربی ممالک کو دن کو تارے نظر آنے لگ جاتے مگر امریکہ اور اس کے حلیفوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں نے اس سکیم کو کامیاب نہ ہونے دیا

امریکہ اپنے منظور نظر اسرائیل کے لئے تو دن رات کوشاں ہے کہ خواہ جس طرح بھی ہو وہ ہر لحاظ سے ایک ترقی یافتہ ملک بن جائے مگر عالم اسلام کے کسی بھی ملک کی ترقی و خوشحالی اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی وہ چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک خصوصاً خلیج کے عرب ممالک اسرائیل کے مقابلہ میں اقتصادی اور فوجی اعتبار سے پست اور کمزور رہیں عالم اسلام میں ایران اور عراق دو ایسے ملک تھے جو ترقی و خوشحالی کے راستہ پر گامزن اور دفاعی و اقتصادی اعتبار سے تیزی کے ساتھ قوت اختیار کرتے چلے جارہے تھے پہلے امریکہ نے ایران اور عراق کو آپس میں لڑوا دیا تا کہ دونوں اسلامی ملک آپس میں ہی لڑ لڑ کر کمزور ہو جائیں

اس کے بعد دوسرے عرب ممالک کے سامنے ایران کا ہوّا کھڑا کر دیا عراق ایران آویزش ختم ہوئی تو مغرب کی شاطرانہ چال بازیوں نے دو عرب پڑوسی ممالک کو آپس میں الجھادیا اور اس طرح امریکی استعمار کو عراق پر ہاتھ ڈالنے کا بہانہ مل گیا خلیج کے دوسرے ممالک کی طرح عراق کی کلی معیشت کا انحصار بھی دوسرے ملکوں کو تیل کی برآمد پر تھا تیل کی فروخت اقوام متحدہ کی پابندیوں کی بدولت رک گئی تو اس چیز نے عراق کو سخت معاشی بدحالی سے دوچار کر دیا اور ان پابندیوں کی وجہ سے عراقی عوام سخت پریشانیوں کا شکار ہیں چند ماہ پیشتر اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسف نے رپورٹ مرتب کی تھی کہ عراق پر اقتصادی و تجارتی پابندیوں کا براہ۔راست اثر عراقی بچوں پر پڑا ہے اور اس وجہ سے ۵ لاکھ سے زائد بچے دوائیں اور خوراک نہ ملنے کے باعث لقمہ۔ اجل بن گئے اس رپورٹ کی روشنی میں اپریل ۱۹۹۵ میں ایک قرارداد مفاہمت منظور کی گئی جس کے تحت عراق کو اجازت ملی کہ وہ اپنا تیل محدود مقدار میں بیرونی ممالک کو فروخت کر کے اشیائے خوراک اور دوائیں درآمد کرے اس قرارداد پر عمل درآمد میں بھی امریکہ سال سوا سال تک روڑے اٹکاتا رہا یہاں تک کہ ابھی حال ہی میں عراق کی طرف سے امریکہ پر الزام لگایا گیا ہے کہ تیل برائے خوراک کے معاہدہ پر اقوام متحدہ کی پابندی عائد کرنے والی کمیٹی دو ماہ قبل اس پر بحث مکمل کر چکی تھی مگر امریکہ اس کو منجمد کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے حالانکہ ۱۵ میں سے ۱۴ ممالک معاہدہ کی توثیق کر چکے ہیں اس معاہدہ کے مطابق عراق کو ہر چھ ماہ بعد دو ارب ڈالر کا تیل

(باقی صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

نعت شریف

حضرت علامہ سید مکرم علی شاہ صاحب سیفی فرید آبادی

جنت کا تصور ہے نہ طوبیٰ مرے آگے
گلزار تمنا ہے مدینہ مرے آگے

اس نور الٰہی کا ہے جلوہ مرے آگے
موسیٰ نہ کہیں طور کا قصّہ مرے آگے

جب مجھ سے جھگڑنے کے لئے آئیں نکیرین
وہ رحمتِ عالم ہوں خدارا مرے آگے

وہ خالق یکتا ہے، یہ مخلوق میں یکتا
ایمان تصور میں دو یکتا مرے آگے

اِک خواب شرف بار سمایا ہے نظر میں
وہ جلوہء نادیدہ ہے دیدہ میرے آگے

جیسے کبھی آیا تھا، پھر آجائے اسی طور
یارب وہی فردوس تمنا مرے آگے

یہ سوز تپ عشق نبی، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظمت لِلہ
خورشید تمنا ہوا ٹھنڈا مرے آگے

طیبہ کا تصور ہے صنم خانہء دل میں
تقدیس حرم زا ہے کلیسا مرے آگے

اللہ کے محبوب کا دیوانہ ہوں سیفی
ہر فتنہء محشر ہے تماشہ مرے آگے

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مدیرِ اعلیٰ

پناہ مانگتا ہوں گویا مجھ سے ایک بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ جس سے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو گئے ہیں۔ ارشاد ہے "سو جو چیز اُس نے مجھے دی میں نے وہ پہنچا دی" یعنی اس خط کے پہنچانے میں میں نے تو اپنے امیر کی اطاعت کی ہے۔ اگرچہ وہ صرف خط پہنچا دیتا تو اپنا فرض ادا کرتا۔ مگر ساتھ ہی اُس صاحب نے زبانی شکایت بھی کی۔ جو کہ اُسے مناسب نہیں تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو تو ان سب کا امیر مقرر فرما دیا تھا جبکہ دونوں لشکر اکٹھے ہو گئے تھے، اور جناب امیر علیہ السلام کی قیادت میں یہ جہاد ہُوا۔ اس میں تو خالد بن ولید ایک سپاہی کی حیثیت سے شامل ہُوئے نہ کہ امیر کی حیثیت سے لہٰذا ان سب پر جناب امیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت لازمی اور ضروری تھی نہ کہ شکایتیں اور برائیاں بیان کرتے جو کہ اطاعتِ امیر کے خلاف بات ہے۔ جس سے سینکڑوں فتنے اور فساد پیدا ہو سکتے ہیں — فافہم۔ ارشاد ہے "اے بریدہ! (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہُ الکریم) کی نافرمانی نہ کر۔ یقیناً علی مجھ سے ہے

اور میں اس سے اور وہ میرے بعد بھی تمہارا ولی ہے"۔ یعنی سبحان اللہ! جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم کی عظمت و شان کتنی عظیم اور اعلیٰ ہے کہ آنجناب کرم اللہ وجہہُ الکریم کی ولایتِ حقہ تا قیامِ قیامت قائم ہے۔

ع یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

اَسْنَادُہٗ حَسَنٌ بِہٖ

جناب عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری حدیث نقل کرتے ہیں۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ تَمْشِیْ فِیْ طُرَفَاتِ الْمَدِیْنَۃِ اِذْ مَرَرْنَا بِنَخْلٍ مِّنْ نَخْلِھَا فَصَاحَتْ نَخْلَۃٌ بِاُخْرٰی ھٰذَا النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی الخ۔ (اخرجہ الخوارزمی و ابن یوسف الکنجی فی کفایت الطالب)

(سیدنا) علی (المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک دفعہ مدینہ مبارکہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا اچانک ہمارا گزر ایک کھجوروں کے باغ پر ہُوا۔ تو ایک کھجور کے درخت نے دوسرے کو پکار کر کہا کہ یہ نبیّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم ہیں۔ (الیٰ آخر الحدیث)

مندرجہ بالا باب کے عنوان میں "مرتضیٰ" کا ذکر آیا ہے
مگر حدیث مبارکہ میں نہیں آیا۔ بیروت اور مصر وغیرہ کی چھپی ہوئی خصائص میں
مگر حدیث مبارکہ میں نہیں آیا۔ بیروت اور مصر
وغیرہ کی چھپی ہوئی خصائص میں اس باب کے عنوان
میں یہ لفظ نہیں۔ چونکہ میرے سامنے ہندوستانی
چھاپہ خانہ کی کتاب ہے لہٰذا میں نے لکھ دیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

حواشی

لہ۔ ابو اسحاق الحوینی: تہذیب خصائص الامام علی ص۵۸
لہ۔ ارجح المطالب فی عدّ مناقب اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ص۳۶

(جاری ہے)

بقیہ: شذرہ

فروخت کرنے کی اجازت ہو گی تاکہ اس رقم سے اشیائے خوراک اور دوائیں خریدی جاسکیں امریکہ اس میں اپنی یہ ٹانگ اڑا رہا ہے کہ اس امر کو یقینی بنانا ہو گا کہ یہ تمام عمل مکمل نگرانی کے تحت ہو روزنامہ "الاخلاق" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں کہا ہے کہ عراق پر سے پابندیاں ختم کر دینی چاہئیں کیونکہ یہ بین الاقوامی قانون کے خلاف ہیں اور یہ امریکہ اور صیہونیوں کی مشترکہ سازش کے تحت عراق پر عائد کی گئی ہیں

گذشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

اور حضرات صوفیاء کے نزدیک تعین اول ذات کے لئے صفات کی قابلیت کا درجہ ہے اور حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) نیز تمام تعینات کا مبدا ہے اور یہ تعین اول تمام مراتب کا جامع ہے اور تمام عالم اس کے مظہر ہیں اور جب سالک ان درجات پر پہنچ جاتا ہے تو سیر الی اللہ مکمل ہو جاتی ہے اور حضرات صوفیاء کے نزدیک ان مراتب کو حقیقت کہتے ہیں اس کے بعد سیر فی اللہ کا مرتبہ ہے جو حق تعالیٰ کی صفات اور تجلیات میں اس طرح سیر کرے کہ ہر روز اور ہر وقت صفات حق کے پر تو کا محل بن جائے اور اس کی کوئی نہایت نہیں کیونکہ تجلیات حق کی کوئی نہایت نہیں ہے اور سیر الی اللہ وہ کیفیت ہے کہ ریاضت، سلوک اور مجاہدہ سے فنا و بقا کے درجہ کو پہنچا دیتی ہے اور اس مرتبہ تک (سالک) پیر کامل کے ارشاد کے مطابق پہنچتا ہے اور جب مرتبہ سیر فی اللہ پر پہنچتا ہے تو پھر ارشاد کی ضرورت نہیں رہتی اور سالک کی استعداد کے مطابق تجلیات کا نزول ہوتا ہے اس کے بعد اکثر بزرگ خالص اور بلا کیف ذات کی طرف اس طریقے پر متوجہ ہوتے ہیں کہ فہم و ادراک سے بالا تر اس پاک اور مقدس ذات پر اپنی پوری قلبی توجہ مرتکز کر دیتے ہیں اور دن رات دل کی آنکھ سے اسی پر نگران رہتے ہیں اور توجہ قلبی کو ایک لمحے کے لئے بھی اس ذات

مقدس سے نہیں ہٹاتے اور اسی فکر میں اپنے آپ کو اور تمام عالم کو محو کر دیتے ہیں کسی وقت، کسی لمحہ اور کسی لحظہ بھی بغیر اس ذات بحث کے کسی اور کو دل میں نہیں آنے دیتے اور سالک کو چاہیے کہ اس خیال میں کبھی تو گم ہو جائے اور کبھی محو میں آجائے اور مبتدی کو اپنے مرشد کی صورت کا تصور بہت ہی فائدہ دیتا ہے کیونکہ مرشد کے قلب کے ساتھ رابطہ رکھنے سے مرشد کے دل سے سالک کو فیض ملتا ہے اور سالک بعض اوقات ذکر کے دوران اپنے اور دوسرے کے قلب بھی مشاہدہ کرتا رہتا ہے لیکن ان امور کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ مطلوب حقیقی سے محروم رہنے کا سبب بن جاتا ہے اور اس طرح عالم مثال یا ملکوت سے اگر کوئی صور یا اسرار دیکھے تو اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھے کیونکہ سالک کا مقصود تو اور ہی چیز ہے پس جب مطلوب حقیقی مل جائے اور غیر اس کی نظر سے مٹ جائے اور اپنی ذات و صفات کو حق کی ذات و صفات میں محو کر دے تو پھر حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے ساتھ سالک کی صورت میں جلوہ آرائی فرماتا ہے اس مرتبہ کو **بقا باللہ** کہتے ہیں اور اس مرتبہ و مقام میں سالک پر تجلی صفات کا ظہور ہوتا ہے تو وہ ایک عجیب ذوق اور لذت پاتا ہے اسی کو معرفت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور مرتبہ حقیقت اور مرتبہ معرفت میں امتیاز ہے اور مرتبہ معرفت کا بیان آنے والی فصل میں کیا جائے گا۔

(جاری ہے)

منقبت بحضور غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مختار احمد شاہ

سراپا نور رحمانی محی الدین جیلانی
کمال حسن ربانی محی الدین جیلانی

سراسر عکس حسن روئے سرکار دو عالم ہے
تمہاری شکل نورانی محی الدین جیلانی

میری کشتی بھنور سے بھی گزر جاتی ہے بے کھٹکے
تیرا جب نام لیتا ہوں محی الدین جیلانی

تجھے اللہ نے دی ہے تیرے حصے میں آئی ہے
دو عالم کی نگہبانی محی الدین جیلانی

بیان مدح میں عاجز تمہارے ہیں سبھی عالم
ہو مجھ سے کیا ثنا خوانی محی الدین جیلانی

تمہارے قلب کے اوپر کئے ظاہر خدا نے سب
جو تھے اسرار ربانی محی الدین جیلانی

علوم ظاہر و باطن عطا ہیں سب تمہیں حق سے
تمہارا ہے کہاں ثانی محی الدین جیلانی

الٰہی روز و شب ہم کو یہی ہے آرزو دکھا
مبارک روئے نورانی محی الدین جیلانی

توجہ آپ کی مبذول ہو میری طرف شاہا!
کھلیں تا سرِّ عرفانی محی الدین جیلانی

گذشتہ سے پیوستہ

عطر اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدیر اعلیٰ

عن المصطفیٰ سبع لین قبولها اذا ما بها تد اتحف المرء خلان

فحلو والبان و دهن و سنادة و رزرق المحتاج و طیب و ریحان

(حدیث ۲۷۱۱ء) "حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو داؤد الحضری

عن سفیان عن الجریری عن ابی نضرة عن رجل عن ابی ہریرہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم طیب الرجال ماظہر ریحہ

و خفی لونہ و طیب النساء ماظہر لونہ و خفی ریحہ حدثنا علی

بن حجر حدثنا اسماعیل بن ابراہیم عن الجریری عن ابی نضرة

عن الطفاوی عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مثلہ بمعناہ"

ترجمہ:۔ "ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ ظاہر نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر نہ ہو اور رنگ ظاہر ہو۔"

حل لغات:۔ ریح، خوشبو، بو لون رنگ خفی پوشیدہ

تشریح:۔ حضور پاک سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں مردوں کو چاہئے کہ ایسی خوشبو استعمال کریں جس کی خوشبو دوسروں

رد نہیں کرنا چاہیے دوسری یہ بات بھی ہے کہ اس کے رکھنے یالے جانے میں کوئی محنت یا شاق نہیں اٹھانا پڑتا یہ ایک ہلکی پھلکی چیز ہوتی ہے تیسری یہ بات ہے اسے قبول نہ کر کے دینے والے کا دل دکھانا مناسب نہیں نیز فرمایا کہ یہ جنت سے نکلی ہے اس لئے بھی اس کے تحفہ کو رد نہ کرو یعنی شوق اور رغبت دلانا مقصود ہے کہ اعمال صالحہ میں بہت کوشش کرو تاکہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤ اہل معزب ریحان کو ایک خاص درخت سے مخصوص کرتے ہیں جسے "آس" کہتے ہیں اہل عراق و شام "رحیق" کو ریحان کہتے ہیں رحیق پودینہ کو کہتے ہیں۔

(حدیث ۲۱۲ ص ۶) "حدثنا عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید الهمدانی حدثنا ابی عن بیان عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبدالله قال عرضت بین یدی عمر بن الخطاب فالقی جریر ردآءہ مشی فی ازار فقال لہ خذر دائک فقال عمر للقوم ارء ایت رجلاً احسن صورۃ من جریر الا مابلغنا من صورۃ یوسف علیہ السلام"

ترجمہ۔ "جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین عمر بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو جریر چادر اتار کر تہہ بند میں چلا، بعد میں اسے فرمایا کہ اپنی چادر لے لے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی جوان نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے جن کی خوبصورتی کے متعلق ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔"

حل لغات:۔ عرضت میں پیش کیا گیا۔

میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفت (عصمت والے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے اور فرنگیوں کی تہذیب اور تقلید سے بچائے۔

(حدیث ۲۱۲ ۵) "حدثنا محمد بن خلیفہ و عمرو بن علی قالا حدثنا یزید بن زریع حدثنا خجاج الصواف عن حنان ابی عثمان النھدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم اذا اعطی احد کم الریحان فلا یردہ فانہ خرج من الجنہ قال ابو عیسیٰ لا یعرف لحنان غیر ھذا الحدیث و قال عبدالرحمن بن ابی حاتم فی کتاب الجرح و التعدیل حنان "الاسدی من بنی اسد بن شریک وھو صاحب الرتین عم والد سد دروی عن ابی عثمان النھدی وروی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذالک"

ترجمہ۔ ابن عثمان النہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو ریحان دی جائے تو اس کو واپس نہ کیا کرو کیونکہ وہ بہشت سے نکلی ہے۔

حل لغات:۔ الریحان خوشبو، رحمت، آرام، چین، آسائش، صاحب، دوست

تشریح:۔ ابو عثمان النہدی تابعین سے ہے، اس نے اس حدیث کو عمرو بن مسعود اور ابو موسیٰ سے سماع کیا ہے لہذا اس شرط پر یہ حدیث مرسل ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کی اصل جنت سے آئی ہو وہ رحمت ہوا کرتی ہے لہذا جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً دے اسے

کو محسوس ہو مگر اس خوشبو کا رنگ نہ ہو۔ جیسے گلاب، مشک، عنبر اور کافور یا ہیچ قسم کی خوشبودار چیزیں ہو سکتی ہیں۔ مگر عورتوں کے لئے ایسی خوشبو ہو جس کا رنگ نمایاں ہو۔ مگر خوشبو انتہائی پوشیدہ جیسے زعفران، کستوری، حنا اور ہیچ قسم خوشبودار چیزیں علماء کرام نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر یہ اس وقت تو انتہائی ضروری ہے کہ جب کوئی عورت باہر نکلے قطعاً خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہیئے النسائی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

"ایماامراۃ استعطرت نمرت علی قول لیجد ریحھافھی زانیتہ"

"یعنی جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تاکہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے"

احمد، صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابی ہریرہ سے روایت نقل کی ہے

"ایماامراۃ اصابت بخور افلا تشھد معنا العشاء الآخرۃ"

"یعنی جو عورت بخور لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ آئے"

اور جب اپنے گھر میں ہوں تو جس طریقہ سے مناسب سمجھیں اپنے آپ کو معطر کر سکتی ہیں آج کے ماحول میں کتنے ہی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اخلاق والی تعلیم سے یکسر غافل ہو گئیں ہیں۔ اور مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھا دھند چلی آ رہی ہیں۔ نہ حیا ہے نہ پردہ، نہ شرم ہے نہ غیرت، بلکہ قسما قسم کے خوشبودار سینٹ لگا کر فخریہ بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں۔ حالانکہ سید دو عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات اس سلسلہ

رداء چادر، ازار تہہ بند لنگی

تشریح:۔ شمائل شریف کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے اس لئے کہ باب ہذا کے ساتھ اس حدیث شریف کی ظاہری مناسبت نہیں۔ مگر بعض شارحین نے وجہ مناسبت یہ لکھی ہے کہ خوبصورت آدمی کو خوشبو والا ہونا ضروری ہے اگرچہ وہ خوشبو کسی پر ظاہر نہ ہو۔ استاذ محترم محدث کبیر علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا "یہاں استثناء حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا کیا اور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن مبارک کا نہیں کیا فرمایا کہ حضرت یوسف کا حسن تو سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا سوال حصہ بھی نہیں تھا۔" حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

دریں جا مراد غیر رسول اللہ صلی اللہ وسلم است زیرا کہ مقرر است کہ ہیچ کس از بنی آدم و آدم در حسن و ملاحت برابر حضرت نبود یا آنکہ مبالغہ باشد بایں وجہ کہ در حسن صورت از بشر ممتاز است گو از جنس بشر نیست چنانکہ گفتہ اند، بیت

ایں حسن چہ حسن است نہ حد بشر است
از جنس بشر نیست جمال دگر است

یعنی اس جگہ غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے کیونکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بنی آدم و آدم میں سے کوئی فرد بھی حسن و ملاحت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا، آیا یہ کہ مبالغہ ہو اس وجہ سے حسن صورت میں

بشریت سے ممتاز ہے گویا جنس بشر سے نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے، یہ حسن کیا ہی حسن ہے جو کہ بشریت سے بالا ہے، یہ جنس بشر سے نہیں بلکہ کسی اور کا ہی جمال ہے۔

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمت اللہ علیہ نے ایک نفیس توجیہہ اور بھی فرمائی ہے فرماتے ہیں۔

''بعض علماء گفت کہ وجہ مناسبت آنست، کہ حسن صورت رابوی خوش لازم است،، اگرچہ بر ہر کس ظاہر نمی شود مگر کساں کہ حواس خودرا از کدورات صاف کردہ اند، چنانچہ یعقوب علیہ السلام از مسافت بعیدہ بوئے یوسف علیہ السلام شمید و گفت ''انی لاجد ریح یوسف،، پس ایں حدیث متلزم بیان تعطر رسول است بنا بر آنکہ در حسن و ملاحت آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیچ کس برابر نبود، پس بوئے خوش تر نیز داشت وایں تعطر ذاتی است فافہم،،

''بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ حسن کو خوشبو ضروری ہے اگرچہ کسی ایک پر ظاہر نہ ہو مگر ہاں وہ لوگ جو کہ اپنے حواس کو کدورات سے پاک وصاف کر چکے ہیں وہ اس خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کے وجود کی خوشبو کو انتہائی دور مسافت سے سونگھ لیا۔ انی لاجد ریح یوسف یقیناً میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعطر کو بیان کر رہی ہے کہ حسن و ملاحت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تیز خوشبو کے مالک تھے اور یہ ذاتی خوشبو ہے۔ فافہم

خصائص کبریٰ ص ۲۷۴ میں بیہقی کی روایت ہے وہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

"قالت وضعت یدی علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم مات فمربی جمع اکل واتوضاے مایذھب ریح المسک من یدی"

"وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس دن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تھا اس دن میں اپنا ہاتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا تھا اب بہت جمعے گزر چکے ہیں کہ میں اسی ہاتھ سے کھاتی بھی ہوں اور اسے دھوتی بھی ہوں مگر وہ خوشبو ابھی تک میرے ہاتھ سے نہیں جاتی"

بقیہ :- نباتات فواکہ

ترمذی)

صحیح البخاری کتاب الاطعمہ میں حضرت انسؓ سے روایت درج ہے کہ ایک دفعہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پکی ہوئی لوکی (الدباء) کا سالن پیش کیا۔ اپنے اس شوق سے تناول فرمایا۔ اسی روز سے میں برابر اسے پسند کرتا ہوں۔

گذشتہ سے پیوستہ

۷۸۶

قرآن میں نباتات و فواکہہ

صوفی مشتاق احمد صاحب ایم اے

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نباتات و فواکہہ میں ہر ایک اپنی اپنی جگہ مخصوص صفات اور فوائد کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے ہر ایک میں رب ذوالجلال نے حیاتین معدنیات اور نمکیات کی شکل میں قوت کا ایک خزانہ چھپا رکھا ہے جو انسان کی نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتا ہے طبی نقطہ نگاہ سے ہر سبزی میں مختلف امراض اور تکالیف کا تریاق بھی مضمر ہے اس نشت میں ہم ایک ایسی سبزی کو متعارف کرا رہے ہیں کہ جسے قرآن اور احادیث کی رو سے دو پیغمبران کے ساتھ خصوصی نسبت کا شرف حاصل ہے خداوند بزرگ و برتر پارہ ۲۳ سورۃ **والصّٰفّٰت** رکوع ۵ میں ارشاد فرماتے ہیں **وان یونس لمن المرسلین فالتقمہ الموت وھو ملیم ○ وانتبنا علیہ شجرۃ من یقطین ○**

مولانا اشرف علی تھانوی کے مطابق ملک عراق کے ایک شہر موصل میں نینوئی نامی بستی تھی اس بستی کے لوگوں کو معصیت اور گمراہی سے نجات دلانے اور حق و صداقت کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا نینوئی والوں نے پیغمبر کی تبلیغ حق کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا بلکہ بغاوت اور طغیان کا راستہ اختیار کیا پس پیغمبر نے انہیں عذاب الٰہی کے نزول کی وعید سنائی اور خود بستی

کو چھوڑ کر چلے گئے جب نینوئی والوں کو عذاب الٰہی کے نازل ہونے کے آثار
دکھائی دینے لگے تو لوگ بستی کو چھوڑ کر جنگل کو بھاگ گئے روئے پیٹے اور گڑ گڑا کر
عذاب سے نجات کی التجائیں کیں رب العزت کو انکے حال زار پر رحم آیا اور عذاب ٹل
گیا حضرت یونس کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو انہوں نے نینوئی والوں کے انتقام
سے بچنے کے لئے بستی سے دور جانے کا ارادہ کیا بستی سے تھوڑا آگے ایک دریا حائل تھا
دریا کو عبور کرنے کے لئے ایک کشتی میں بیٹھ گئے جو پہلے سے وہاں موجود تھی جب
کشتی کچھ آگے گئی تو ایک بھنور میں ہچکولے کھانے لگی اس طوفانی آفت سے بچنے
کے لئے کشتی کے مالک نے پہلے تو وزنی سامان دریا میں پھینک دیا اس کے باوجود
جب کشتی گرداب سے نہ نکل سکی تو قرعہ ڈالا گیا کہ کس شخص کی وجہ سے کشتی نہیں
چل رہی تین دفعہ قرعہ اندازی میں حضرت یونسؑ کا نام نکلا چنانچہ کشتی میں سوار لوگوں
نے ان کو دریا میں پھینک دیا معاً ایک بڑی مچھلی نمودار ہوئی اور حضرت یونسؑ کو نگل
لیا جب مچھلی دریا کی تہہ میں بیٹھی تو حضرت یونسؑ نے سنا کہ دریا کے اندر کنکریاں
تسبیح پڑھ رہی ہیں چنانچہ حضرت یونس نے بھی لا الٰہ الا انت سبحانک انی
کنت من الظلمین ○ کا ورد کرنا شروع کیا اسی کا ذکر ان آیات کریمہ میں کیا
گیا ہے کہ اگر حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں اللہ جل جلالہ کی تسبیح نہ کرتے تو
قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے اس تاریخی پس منظر کے بعد اب آیات کریمہ
کے ترجمہ کا مطالعہ کریں۔ حضرت شاہ نعیم الدین صاحب نے اپنی تفسیر خزائن

العرفان میں تحریر فرمایا ہے "بے شک حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سے ہیں جب وہ بھاگ کر بھری کشتی کے پاس پہنچے اور کشتی پر سوار ہو گئے کشتی کے بھنور میں پھنسنے کے بعد تباہی سے بچانے کے لئے قرعہ ڈالا گیا اور اس کے نتیجے میں حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں پھینکا گیا گرنے کے ساتھ ہی ایک مچھلی نے (بحکم خدا) ان کو نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے تھے اور اگر یونس علیہ السلام شکم ماہی میں اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے لیکن اس تسبیح و تقدیس کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نکال کر کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ نڈھال ہو چکے تھے۔ پھر ہم نے حضرت یونس علیہ السلام کے قریب ہی کدو کا پیڑ اُگا یا اس کا خاصہ ہے کہ اس کے سائے میں مکھی نہیں بیٹھتی چونکہ کچھ عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بدن کی جلد انتہائی کمزور ہو گئی تھی اگر مکھیاں جلد پر بیٹھیں تو گھا ڈال دیتیں اسی مصلحت کے پیش نظر خدا نے کدو کی بیل اگائی عموماً کدو ایک بیل دار پودا ہوتا ہے جو سطح زمین کے اوپر پھیلتا ہے مگر یہ حضرت یونس علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ یہ کدو کا درخت قد آور درختوں کی مانند شاخیں رکھتا تھا اور اس کے چوڑے چوڑے پتوں کے سایہ میں آپ آرام کرتے تھے اور بحکم الٰہی ایک بکری روزانہ آتی اور اپنا تھن حضرت یونس علیہ السلام کے دہن مبارک میں دے کر آپ کو صبح و شام دودھ پلا جاتی یہاں تک کہ جسم مبارک کی جلد (کھال) مضبوط ہو گئی جس پر بال نکل

آئے اور وجود میں توانائی عود کر آئی تندرست ہونے کے بعد آپ نینوی تشریف لے گئے وہاں کی ایک لاکھ سے زائد آبادی کو سرکشی اور گناہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح نینوی پر عذاب الٰہی نازل ہونے سے ٹل گیا۔

صاحب تفسیر ماجدی یوں لکھتے ہیں "کچھ لوگوں کے خیال میں حضرت یونس ؑ کا واقعہ بحیرہ روم کے علاقے میں ہوا لیکن کچھ دوسرے علماء کے نزدیک اس واقعہ کا تعلق دجلہ کے علاقے سے ہے جہاں عظیم الجثہ شارک مچھلیاں موجودہ زمانے میں بھی دیکھی گئی ہیں۔

شجرۃ من یقطین کے بارے میں مولانا مودودی تفہیم القرآن میں تحریر فرماتے ہیں یقطین عربی زبان میں اس درخت کو کہتے ہیں جو کسی تنے پر کھڑا نہیں ہوتا بلکہ بیل کی شکل میں زمین پر پھیلتا ہے۔ بہرکیف کوئی بیل دار درخت مسبب الاسباب نے ایسا پیدا کیا جو حضرت یونس ؑ پر سایہ بھی کرتا تھا اور اس کا پھل بھی بطور غذا استعمال کرتے تھے۔

مولانا حقانی نے الصّٰفّٰت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس ؑ کو نگلا پھر آپ کو اگل دیا چنانچہ (مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہونے کی وجہ سے) آپ بیمار ہو گئے پھر رب مہربان نے اپنے فضل سے ان پر چھاؤں کرنے کے لئے کدو کی قسم کا پیڑ اگایا۔

ڈاکٹر اقتدار فاروقی "نباتات قرآن میں تحریر کرتے ہیں انگریزی مترجم حضرات

این۔ جے داؤد، پکتھال، عبد اللہ یوسف کملی نے یقطین کو Gourd یعنی لوکی کے معنی میں لکھا ہے جبکہ اردو کے کم و بیش تمام مترجم حضرات نے یقطین کا معنی کدو لکھا ہے کدو ایک فارسی لفظ ہے جسے اردو اور ہندی میں لوکی کہا جاتا ہے بائبل میں ایک بار حضرت یونس کے ضمن میں لوکی کا ذکر Gourd کا نام سے کیا گیا ہے۔

لوکی (کدو) ایک نہایت مفید سبزی ہے جس میں عمدہ قسم کا Pectin پایا جاتا ہے جو معدہ اور ہاضمہ کے لئے فائدہ مند ہے کیمیاوی اعتبار سے لوکی دوسری سبزیوں سے بہتر ہے کیونکہ اس میں وٹامن بی اور وٹامن سی کے علاوہ کیلشیم، فاسفورس، آئرن پوٹیشیم اور آیوڈین جیسی صحت اور توانائی بخشنے والی دھاتیں پائی جاتی ہیں لوکی کی تاثیر سرد ہے یہ پیشاب آور ہے صفراوی کیفیت کو ختم کرتی ہے مزاج کے چڑچڑا پن کو دور کرتی ہے لوکی کے رس کو لیموں کے رس میں ملا کر چہرے پر لگانے سے مہاسے دور ہو جاتے ہیں تیل میں ابلی ہوئی لوکی وجع المفاصل (گھٹیا یعنی جوڑوں کے درد) کا علاج ہے اس کے بیجوں کا تیل سر درد کے لئے مفید ہے۔

میرے آقا و مولی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوکی کی ترکاری بہت پسند تھی حضرت انس ؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الدبا (کدو) مرغوب تھا ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت میں تشریف لے گئے جس میں کدو کا شوربہ تھا مجھے معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بہت پسند فرماتے تھے لہذا اس کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیتا تھا (شمائل

(باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں)

غوثِ اعظم دستگیرؒ

صوفی فضل الدین فدا۔ کھیم کرنی۔ لاہور (پاکستان)

حسنِ روئے مصطفیٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
شانِ عزم لافتیٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

چشمۂ آبِ بقاء ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
دردمندوں کی دوا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

سطحِ دریا پر ابھر آئی ہے کشتی ڈوب کر
بحرِ غم کے ناخدا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

جس کو جب چاہا بنایا آپ نے حق کا ولی
رہنمائے اولیاء ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

رہزنوں کو بخش دی ہیں رہبری کی دولتیں
مخزنِ لطف و عطا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

کفر کی ظلمت کا سر اٹھا نہ ان کے سامنے
صبحِ ایماں کی ضیا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

کیوں کوئی محروم جائے آپ کے دربار سے
سر بسر لطف و عطا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

ہر عمل ان کا ضیائے ملتِ بیضاء ہوا
شمعِ تسلیم و رضا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

کیوں نہ حاصل ہو فدا کو دولتِ عرفانِ حق
مصدرِ جود و سخا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

گذشتہ سے پیوستہ

نورِ مبین پیکرِ بشریت میں

ڈاکٹر حامد حسن سید بلگرامی

عبداللہ تک اس شان سے ہوتی رہی کہ زمانہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہوا لیکن اس سے عظیم مرتبت شجرہ طیبہ کی کوئی شاخ کوئی ڈالی گرد آلود نہ ہوئی۔ سب شرک کی نجاست سے پاک تھے سب دین حق، دین ابراہیم علیہ السلام کی خوشبوؤں سے مہکتے رہے۔

"تو کیا یہ ضروری نہ تھا"

کہ اس نور کامل کے بشری پیکر میں آنے کے وقت بھی وہ حقائق عام انسانوں کے سامنے لائیں جائیں جو اس نور مبین ؐ کی عظمت و رفعت شان کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیں ان میں وہ واقعات شامل ہیں جن کو محتاط سے محتاط علماء سے لے کر مستند سیرت نگاروں نے کشادہ قلبی سے نقل فرمایا ہے ان میں وہ واقعات بھی آتے ہیں جن کا تعلق حضرت آمنہ بی بی کے بار امانت اٹھانے کی مدت سے ہے۔

وہ واقعات بھی ہیں جن میں عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولادت شریف کے وقت میں نے دیکھا کہ ایک نور ظاہر ہوا جس نے گھر اور تمام در و دیوار کو نورانی کر دیا میں نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے زمین کے نزدیک آگئے ہیں میں نے خیال کیا کہ شاید مجھ پر گر پڑیں گے تمام گھر پر نور ہو گیا۔

احادیث صحیحہ میں یوں بھی آتا ہے کہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے شب ولادت

میں دیکھا کہ ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور میں نے ان کو دیکھا پھر ان نور و انوار کا ذکر متعدد واقعہ نگاروں نے اپنے اپنے انداز سے پیش کیا ہے۔

"اور جب ولادت مبارکہ ہوئی"

تو آپؐ پاک و صاف پیدا ہوئے ہر قسم کی آلائش سے پاک۔ آپؐ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور آپؐ کے جسم اطہر سے مشک و عنبر کی لپیٹیں آرہی تھیں اہل سیر کا مذہب ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ و ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

"یہی نہیں بلکہ اہل کتاب پر بھی"

آپ کی آمد سے ایک تہلکا مچ گیا ایک یہودی جس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت دیکھی تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔

(اقتباسات از مدارج نبوت صفحہ ۲۶ - ۹۳ جلد دوم)

"اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں"

تو وہ سب واقعات بھی جو واقعہ نگاروں نے بیان کئے ہیں، ممکن ہے کہ ان میں بعض واقعات حرفاً حرفاً اسی طرح ظہور پذیر نہ ہوئے ہوں لیکن یا تیرہ چودہ سو سال بعد تک ان کا اس طرح باقی رہنا خود اس بات کا ثبوت نہیں کہ ان واقعات کا ان کے ذریعہ رب جلیل کو اپنے حبیبؐ کی شان و شوکت، آپؐ کی عظمت و رفعت کو نمایاں کرنا اور رہتی دنیا تک باقی رکھنا تھا یہ بھی وضاحت منظور تھی کہ نبیؐ برحق جو اللہ رب العزت کا

آخری نبی ہے اس نبیؐ سے اس ؐ کے رب کا واسطہ کس درجہ عظیم، کتنا مستحکم ہے اور ان صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کی محبت کتنی لامتناہی کتنی لاثانی ہے۔

یہ بھی آشکارا کرنا تھا کہ اس عالم رنگ و بو میں جو نبیؐ برحق آرہا ہے وہ باقی رہنے کے لئے، اور نہ جانے کے لئے آرہا ہے۔ جسؐ کی امت کے بزرگ علماء راسخین اور اولیاء کرام اسؐ کی نمائندگی تاقیامت کرتے رہیں گے اور وہؐ ہر آن ان کا ہادی و رہبر رہے گا۔

یہ بات بھی واضح کرنا تھی کہ آپؐ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ اور ہر فعل اسوہ حسنہ میں داخل ہے اور آپ کی حیات مبارکہ ہی نہیں بلکہ آپؐ کی ذات مقدسہ کا ہر پہلو خواہ اس کا تعلق عمر شریف کے کسی بھی حصہ سے ہو عالم کے لئے **ولکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ** کا ترجمان رہے اور آپؐ کی ذات مقدسہ کی محبت ہی عین ایمان قرار پائے گی۔

اگر جنت سجائی گئی، اگر حوریں زمین پر اتاری گئیں اگر ہر شجر حجر سے لے کر خود کعبہ شریف سجدہ تعظیم بجالایا تو ایک طرف خود ان اشیاء کا اپنے محسن کے جذبہ شکر گزاری کا اظہار تھا تو دوسری طرف یہ بھی ظاہر کر دینا تھا کہ اب جوؐ تشریف لائے ہیں وہ نبیؐ ایسے برحق ہیں جن سے خود زمانہ شرف و بزرگی حاصل کرے گا اور ہر شے کی شرافت و بزرگی کا تعلق صرف اور صرف اس بات پر ہو گا کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر نسبت یا کس قدر استحکام نسبت حاصل ہے اور کون کس قدر آپؐ کا گرویدہ و شیدائی ہے۔

کیا تعجب ہے اور کیوں تعجب کیا جائے کہ اگر آپؐ کو آغوش حضرت آمنہ میں

چھینک آئے تو فرشتے یرحمک اللہ کہیں اور اس پر کیوں حیرت ہو کہ آپؐ کی ولادت سے قبل ہی حضرت آمنہ خواب میں دیکھیں کہ جو بچہ پیدا ہوگا تم اس کا نام محمدؐ رکھنا دو شنبہ کی فضیلت پر کیوں حیرت ہو کہ اس دن کا تعلق انؐ کی تشریف آوری کے سبب انسانیت کے لئے قائم ہوا تعجب کیوں اگر ابولہب کی صرف اس بات پہ کہ اس نے حضور کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں ایک لونڈی آزاد کردی تو دو شنبہ کو اس پر جہنم کا عذاب ہلکا کردیا جائے گا۔

"تعجب کی کوئی بات"

اس لئے بھی نہیں کہ جس نور کامل کا ظہور ہو رہا ہے وہ منشاء تخلیق کائنات ہے یہی نہیں بلکہ وہ برگزیدہ اللہ کے حبیبؐ ہیں وہؐ صاحب کتاب ہیں جن پر نازل ہونے والی کتاب ہی تمام گزشتہ انبیاءؑ اور تعلیمات اسلامی مصدقہ اور رہتی دنیا تک جس کی حفاظت کا وعدہ خود رب کریم نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

اگر شب قدر میں پاک و بزرگ آنکھیں کائنات کی ہر شے کو اللہ رب العزت کے سامنے سربسجود ہوتے دیکھتی ہیں اور اس لیلۃ القدر کی یادیں ہر ماہ رمضان میں اسی شان سے منائی جاتی ہیں تو پھر اگر اس ہستی مبارکہ کے لئے جو مظہر حق ہے کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز سے تعظیم بجالائے اور خود خانہ کعبہ تعظیمی سجدے سے استقبال کرے تو تعجب کیوں؟

اور پھر اگر عوام اس دن خوشیاں منا کر اپنی مسرتوں کا اظہار کریں آپؐ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرکے ایک دوسرے کو مبارکباد دیں تو اس سے بڑھ کر عید اور کیا ہوگی۔

گذشتہ سے پیوستہ

خاتم النبیّن کی محققانہ توضیح

انوار الحق صاحب
بی۔اے

اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیث پاک میں اپنی امت کو مخاطب کر کے فرمایا اذا لکم مثل الوالد لولدہ اور یہی ابوت کریمہ ہی تو ہے کہ جس کی وجہ سے ازواج مطہرات امہات المومنین بن کر ابنائے امت پر ابداً حرام ہو گئیں۔ ولا ان تنکحوا ازوجہ من بعدہ ابدا۔ اب اس تشریح سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آیت کے تینوں ٹکڑے کس طرح حکیمانہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھ منسلک اور مرتبط ہیں اور ان سے میں کسی ایک ٹکڑے کا بھی اپنی جگہ سے دور کرنا مقصود میں کس قدر فرق پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے لئے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے فرمایا وما ارسلنک الا رحمتہ اللعالمین یعنی ہم نے آپ کو رحمت عالم بنا کر بھیجا

قرآن پاک کے متعلق فرمایا۔ ان ھو الا ذکریٰ اللعلمین یعنی یہ قرآن عالم کے لئے نصیحت ہے کعبتہ اللہ کے لئے فرمایا ھدیٰ اللعلمین یعنی سارے جہاں کے لئے ہدایت ہے۔

کبھی آپ نے ان آیات پر غور فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت سارے عالم کے لئے عام فرمائی اسی طرح اپنے پیغمبر اپنے قرآن اور اپنے کعبہ کے متعلق وہی الفاظ استعمال فرما کر انہیں بھی ایسا ہی عام فرمایا جتنا اپنی ربوبیت کو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کسی وقت یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں کہ اب وہ رب ہے اور آئندہ نہ ہو گا یا یہاں وہ رب ہے اور وہاں نہیں یا اس کے بعد کوئی اور رب آ کر اس کی ربوبیت کو ختم کر سکتا ہے۔ اسی طرح حضور کی نبوت قرآن کی تذکیر اور کعبۃ اللہ کی ہدایت بھی کسی خاص خطہ یا زمان و مکان سے متعلق نہیں بلکہ جس طرح رب کے بعد اور کوئی رب نہیں اسی طرح اس پیغمبر کے بعد اور کوئی پیغمبر نہیں اس کتاب کے بعد اور کوئی کتاب اور اس قبلہ کے بعد اور کوئی قبلہ بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ پہلے سارے پیغمبر مخصوص قوموں اور مخصوص طبقوں کی طرف معین زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے۔ نہ ہی انہوں نے اپنے پیغام کو عمومیت اور عالمگیری کا دعویٰ فرمایا اور نہ ہی ان کے پیغام محفوظ اور مفقح چھوڑے گئے۔ سارے سلسلہ نبوت میں یہ آخری تاجدار ہی ہیں جنہوں نے بامر خداوندی دعویٰ فرمایا کہ **یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ وما ارسلنک الا کافتہ للناس۔ وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین**

ڈاکٹر زویمر نے زمانہ ہوا لکھا تھا کہ پیغمبر عربی کا عالمگیر نبوت کا دعویٰ کرنا اس لئے غلط ہے کہ اکناف عالم میں آج تک کتنے علاقے ہیں کہ جو نہ تو پیغام محمدی سے آشنا ہیں اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف۔ اگر یہ عالمگیر پیغمبر تھے تو لازم تھا کہ اللہ

تعالیٰ ان کی پیغام رسانی کے لئے عالمگیر وسائل بھی پیدا فرماتا۔ تاکہ ہر دشت د کوہ، ہر باغ و راغ، ہر بلدہ و قریہ بلکہ ہر بحر و بر تک ان کا پیغام پہنچ جاتا۔ مگر یہ معترض آج دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو کس طرح ایک محلہ بنادیا ہے آج وائرلیس ریڈیو، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، طیارہ اور ایسی ہی دوسری ایجادات نے دنیا کو اس قدر تنگ کر دیا ہے کہ ادھر سے حضور کا پیغام قرآن کی شکل میں پڑھا اور ادھر آناً فاناً ساری دنیا کے اطراف و اقطار میں جانگرایا۔ اگر سچ پوچھو تو یہ ساری ایجادات حضور کی صداقت ہی کے لئے منصۂ شہود پر آئیں ورنہ اللہ تعالیٰ تو ایسے محیر العقول ذرائع انبیائے سابقہ کے زمانے میں بھی پیدا کرنے میں بھی ایسے ہی قادر تھا جیسا کہ اب ہے مگر چونکہ انبیائے پیشینہ کا پیغام زمان و مکان کے لحاظ سے محدود تھا اور اس میں حکم الحاکمین نے ساری نسل انسانی کے قوئ روحانیہ کی تربیت و بالیدگی کا انتظام نہ فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تعلیمات زمانے کا ساتھ نہ دے سکیں اور قلیل مدت میں انسانی ہاتھوں نے انہیں بری طرح مسخ کر کے رکھ دیا۔

یہاں پر بعض لوگوں نے دو اعتراض کئے ہیں ایک تو یہ کہ حضور کو رحلت فرمائے ہوئے آج عرصہ ہو گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مبلغ کے بعد اس کی تبلیغ میں ہمیشہ سے تحریفات و تصحیفات ہوتی آئی ہیں تو پھر کیسے ممکن ہے کہ حضور کا پیغام تبدیل و تغیر سے پاک رہے گا دوسرے یہ کہ نبوت کا جاری رہنا تو مخلوقات کے لئے ایک بہت نعمت اور رحمت ہے باب نبوت کے مسدود ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہمیں نبوت کی نعمت عظمیٰ سے محروم کر دیا گیا۔

پہلے اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے ذکر اللعالمین فرما کر کر دیا ہے چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غایت ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ مخلوقات تک اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا پیغام پہنچائیں اور ان کے سامنے غلط اور صحیح، کھرے اور کھوٹے کو تفصیلی طور پر بیان کریں۔ حضور نے اس پیغام کو قرآن پاک کی صورت میں مخلوقات تک پہنچایا چونکہ آپ کی نبوت دوامی ہے اس لئے آپ کی کتاب کو بھی دوامی رکھنے کے لئے معجزانیہ ذرائع کے ساتھ محفوظ کر دیا گیا یہی وجہ ہے کہ آج قریباً چودہ سو سال منقضی ہونے پر بھی اس کے کسی نقطے یا شوشے میں بھی فرق نہ آسکا امت مسلمہ بیسیوں فرقوں میں بٹ گئی مگر قرآن کا آسمانی نسخہ غیر متبدل رہا شرق و غرب اور جنوب و شمال میں چلے جاؤ ہر جگہ قرآن کا ایک ہی نسخہ پاؤ گے وجہ یہ ہے کہ اگلے صحیفوں کی طرح ذکری اللعالمین کی حفاظت کا انتظام انسانی ہاتھوں میں نہ دیا گیا بلکہ اس کی حفاظت خالق الارض والسموت نے خود اپنے ذمہ لی اور فرما دیا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یہی وجہ ہے کہ انقلابات عالم نے صفحۂ زمین پر عجیب و غریب نیرنگیاں دکھائیں مگر ایک قرآن ہے جو آج تک الان کما کان کے شان عالیشان سے آراستہ ہے اعدائے اسلام نے امت مسلمہ کے مایہ فخر و مباہات کے تار و پود بکھیر دیئے مگر قرآن ہمیشہ ان اشقیاء کی دسترس سے حفاظت ربانی کے حصن حصین میں محفوظ رہا تو اب جبکہ حضور کا ہدایت نامہ غیر متبدل غیر موقت اور دوامی و ابدی ہے تو پھر حضور کے انتقال مکانی سے آپ کے پیغام میں خلل کیسے واقع ہو سکتا ہے۔ جس طرح چودہ سو سال کے طویل عرصے میں معبود لایزال نے اس کو تحریفات و تغیرات سے

پاک رکھا اسی طرح آئندہ بھی اپنے وعدہ سینہ کے مطابق اسے تبدل و تغیر سے مصئون رکھے گا۔

باقی رہا یہ خیال کہ ہم سلسلہ نبوت کے ختم ہوجانے سے نعمت نبوت سے محروم کردیئے گئے۔ نہیں ہم محروم نہیں ہوئے بلکہ نبوت کی نعمت ہمارے پاس نہایت اعلیٰ اور افضل ترین صورت میں موجود ہے نبی کی ضرورت، ہمیشہ یا تو اگلی تعلیم کے محرف مبدل ہوجانے سے ہوتی ہے اور مخاطبین کے قوی روحانیہ یا ضروریات یومیہ میں ترقی آجانے سے تاکہ نبی آکر تحریف و تصحیف کے رنگ کو دور کرکے ہدایت کو اصلی روپ میں پیش کرے اور یا ناقص کی جگہ کامل تعلیم پیش کرکے مخلوقات کی روحانی تربیت کا انتظام کرے مگر یہاں تو دونوں صورتیں نہیں۔ نہ تو حضور کا صحیفہ مبارکہ محرف ہوا اور نہ ہی **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکما الاسلام** دینا کے بعد تکمیل انسانیت کے کسی شعبے کو تشنہ بیان چھوڑا گیا۔ رب اللعالمین نے رحمت اللعالمین کو ذکری اللعالمین کا وہ کامل و مکمل نسخہ دیا کہ اب اس کمال نبوت اور اکمال دین کے بعد پھر نبوت کی التجا کرنا گویا سورج کی موجودگی میں چراغ کی تمنا کرنا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت متذکرہ خود بھی حضور کی ختم نبوت کی زبردست دلیل ہے حضور نے دسویں ہجری میں جب حج فرمایا جسے حجتہ الوداع کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اس میں کچھ ایسے وداعی اور رخصتی کے کلمات فرمائے کہ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ شاید اب آپ امت مرحومہ کو داغ جدائی دینے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا **خذو اعنی مناسککم فانی للادری لعلی لا احج بعد عامی هذا**۔ اسی حج میں جمعہ کے دن عصر کے وقت عرفات کے میدان میں جبکہ آپ اپنی محبوب اونٹنی قصوئی پر سوار تھے آیت بالا نازل ہوئی قصوئی جیسی مضبوط اونٹنی بھی بار وحی سے سنبھل نہ سکی اور اگلے زانو زمین پر ٹیک دیئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو باوجود سردی کے آنحضرت کی جبین مبین سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگتے۔ رنگ مبارک سرخ ہو جاتا اور سانس میں تیزی اور بلندی ہو جاتی نزول وحی کے وقت اگر آپ سواری پر ہوتے تو وہ سواری وحی کے بوجھ سے گر جاتی مگر حضور کی سواری جس کا نام عضبایا قصوئی تھا اپنے اگلے پاؤں خم کر دیتی جس سے گرنے سے بچ جاتی اور تکرار تجربہ سے یہ اس کی عادت ہو گئی تھی چنانچہ عرفات میں جب قصوئی نے اپنے زانو ٹیک دیئے اور چہرہ انور پر وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے تو حاضرین دم بخود ہو کر متوجہ کھڑے ہو گئے انہیں انتظار تھا کہ رب الارباب پردہ غیب سے اب کیا ارشاد فرماتا ہے جب افاقہ ہوا اور آپ عالم ناسوت میں آئے تو زبان فیض ترجمان پر جاری تھا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم الخ** یعنی آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری اتار دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اس اکمال دین کی خوشخبری کو سن کر نہایت غمزدہ ہوئے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے بعض صحابہ نے کہا کہ اے صدیق یہ غم وہم کا مقام تو نہیں بلکہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے

ہمارے دین کو کامل فرما کر قرآن پاک کی نعمت مکمل فرمائی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے اے یارو! اس آیت میں فراق یار کی بو آرہی ہے جب دین مکمل ہو گیا اور نعمت پوری اتر چکی تو اب وہ واسطہ کہ جس کے طفیل سے تکمیل دین تتمیم نعمت ہوئی کس طرح تمہارے پاس چھوڑا جائے گا مکان مکمل ہو گیا تو اب معمار کا کیا کام حقیقتاً ایسا ہی ہوا اور حضور اس آیت کے نزول کے بعد صرف اکاسی دن عالم دنیا میں تشریف فرمانے کے بعد داغ مفارقت دے گئے۔

عزیزو! اب سوچو تو سہی کہ جب دین کامل ہو گیا اور نعمت مکمل ہو گئی اور اس نعمت کی حفاظت کا ذمہ **انا لہ لحفظون** فرما کر رب العزت نے خود اپنے ذمہ لے لیا تو اب وہ کون سی کمی ہے جسے کوئی نبی آ کر پوری کرے گا۔

اسی واسطے اللہ تعالیٰ متقین کی شان میں فرماتا ہے کہ **الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون۔** یعنی متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ پر نزول ہوا اور ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں یہاں پر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور کتب سابقہ پر ایمان لانے کا فرمایا مگر **من بعدک** نہ فرمایا کہ متقین آپ سے پیچھے آنے والی ہدایت کی حقانیت پر ایمان لاتے ہیں بلکہ فرمایا کہ قرآن اور پہلے صحف سماویہ پر ایمان لانے کے بعد وہ قیامت کا بھی یقین رکھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اب قرآن کے بعد کوئی اور کتاب یا ہدایت نہ آئے گی بلکہ اب اس کے بعد تو قیامت ہی ہو گی تو گویا دوسرے الفاظ میں اب قرآن تا قیامت رہے گا اور قرآن لانے والے

سرور کونین کی نبوت بھی تاقیامت رہے گی۔

اب میں خصوصیت سے لفظ "خاتم" پر بحث کر کے مضمون آیت کو ختم کرتا ہوں خاتم کا لفظ دو طریقوں سے پڑھا گیا ہے ایک تائے کی فتحہ سے دوسرے تائے کی زیر سے۔ اگر کسرہ سے پڑھ کر اسم فاعل بنائیں تو پھر تو معنی میں کسی قسم کا خفا نہیں رہتا خاتم النبیین یعنی نبیوں کا ختم کرنے والا۔ لیکن اگر فتحہ سے پڑھا جائے جیسا کہ قرآت مشہورہ ہے تو علم ادب کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خاتم کو کسی قوم کی طرف سے مضاف کیا جائے تو اس کے معنی آخر ہی ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم القوم، قوم کا آخری فرد، خاتم الرجال، آخری مرد۔ اسی طرح خاتم النبیین کا معنی ہو گا آخر ہم۔ لغوی لحاظ سے خاتم کے دو مشہور معنی ہیں۔

مہر، انگوٹھی

اگر خاتم کے معنی مہر لئے جائیں تو اس کا معنی ہو گا نبیوں کی مہر۔ جس طرح کسی خط کو مصدق کرنے کے لئے آخر میں مہر ثبت کی جاتی ہے اسی طرح انبیائے علیہم السلام کے فقہائے سلسلہ پر حضور کی مہر کی طرح ثبت فرمایا گیا۔ تاکہ سارے مرسلین کی تصدیق فرمائیں اور دنیا پر ظاہر کردیں کہ وہ سب کے سب دربار ربی کے فرستادہ تھے اور ان سب پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ میری نبوت پر۔ ارشاد فرمایا۔ **امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ لانفرق بین احد من رسلہ** یا جس طرح خط کے آخر میں مہر لگا کر مضمون خط کو بند کیا جاتا ہے تاکہ اس میں اب اور کسی قسم کی

ایزادی نہ ہو اس طرح آپ سلسلہ انبیاء کے آخر میں مہر کا درجہ رکھتے ہیں اب آپ کے ساتھ مضمون نبوت کو بند کردیا گیا آپ کے بعد اب اور کوئی نبی نہ آئے گا چنانچہ امام راغب نے خاتم النبیین کے یہی معنی کئے ہیں یعنی **ختم النبوۃ اے تمہا** اور اگر خاتم کے معنی انگوٹھی کے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انگوٹھی انگلی کے تمام ماتحت مقام کا احاطہ کرلیتی ہے اور اس کا سرا اس کی انتہا سے مل کر ایک گول چکر بنا لیتا ہے کہ جس کے اندر انگلی کا ملموسہ مقام سب محاط ہو جاتا ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سارے سلسلہ انبیاء کو انگوٹھی کی طرح گھیرے ہوتے ہیں نبوت کی ابتدا بھی آپ سے ہوئی اور انتہا بھی آپ سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "**کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین**" یعنی میں آدم کی پیدائش سے پہلے نبی تھا گویا تخلیق کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اوّل تھے مگر بعثت کے لحاظ سے سب سے آخر اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**انا العاقب**" اور ساتھ ہی عاقب کی خود ہی تفسیر فرمائی کہ "**والعاقب الذی لیس بعدہ نبی**" یعنی میرا نام عاقب ہے اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو اب ابتداء کو انتہاء سے ملائیں تو یہ ایک چکر یا انگوٹھی بن جاتی ہے کہ جس کے اندر جملہ انبیاء علیہم السلام محاط ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ ختم نبوت کے کسی پہلو کو تشنہ بیان نہیں چھوڑا بلکہ ان علمی نکات کے علاوہ عوام کے لئے ایسی عام فہم مثالیں بھی پیش فرمائیں کہ معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی اسے سمجھنے کے بعد کسی کذاب کے دام تزویر میں نہیں

پھنس سکتا حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ و ترک منہ لبنتہ و طاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنتہ فکنت انا سدوت موضع اللبنتہ فختم بی النبیان و ختم بی الرسل اور دوسری حدیث میں فرمایا فانا اللبنتہ و انا خاتم النبیین۔ اس مثال میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کی ساری عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں میں ہی وہ اینٹ تھا کہ جس کی جگہ قصر نبوت میں خالی تھی میں آیا اور میں نے آکر عمارت کو مکمل کر دیا اور پھر اسی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ عمارت کے مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب میرے ساتھ سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا ایک حدیث میں ختم بی الرسل فرمایا کہ میرے ساتھ رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا مگر چونکہ اس میں ایہام تھا کہ شاید اگر رسول نہ آئیں تو نبی تو آئیں کیونکہ ہر نبی رسول تو نہیں ہوتا اس لئے دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و انا خاتم النبیین فرما کر قرآن کی طرح نبوت و رسالت دونوں کا خاتمہ کر دیا اب اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے تو پھر اس قصر نبوت کی کسی اینٹ کو اکھاڑ کر ہی اپنی اینٹ جمائے گا ورنہ اس محل میں نہ تو اب گھسنے کا کوئی مکان ہے اور نہ امکان۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تشریعی نبی تو نہ آئے گا مگر غیر تشریعی آسکتا ہے اور وہ خاتم النبیین کے منافی نہیں لیکن اگر وہ خاتم النبیین کے لفظ پر غور کرتے تو ایسے

صریح دھوکے اور فاحش غلطی کا شکار نہ ہوتے رب العزت جل شانہ۔ نے خاتم المرسلین نہیں فرمایا بلکہ خاتم النبیین فرمایا چونکہ نبی کا لفظ عام ہے اور رسول یعنی صاحب شریعت اور غیر رسول یعنی غیر تشریعی دونوں پر شامل ہے اس لئے عام کو اختیار فرما کر تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کی جڑوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

اور اس وضاحت کی موید ہے وہ حدیث کہ جس میں حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بمنزلہ ہارون ؑ قرار دیا ہے آپ نے فرمایا۔ انت منی بمنزلتہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی۔ یعنی اے علی تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ کے پاس درجہ تھا لیکن ہاں اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ ظاہر ہے موسیٰ تو صاحب شریعت نبی تھے آپ ہی مہبط وحی اور صاحب تورات تھے حضرت ہارون بھی اگرچہ نبی تھے مگر غیر تشریعی۔ کیونکہ نہ تو مستقلاً صاحب کتاب تھے اور نہ صاحب شریعت۔ تو اب حضور کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ہارون جیسا مرتبہ دے کر پھر " الا انہ لا نبی بعدی " فرمانا گویا ہارون علیہ السلام کی نبوت جیسی غیر تشریعی نبوت کو منفی فرمانا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ فخر موجودات سید کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف تحیات کے بعد کوئی بھی تشریعی یا غیر تشریعی نبی نہ ہو گا اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت کا دعوی کرنے والا کذاب اور افاک ہو گا

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد بر رسول ما رسالت ختم کرد

اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک الحمد للہ رب العلمین ○

ملفوظاتِ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

سیّد نورالحسنین قادری گیلانی

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ امام الاولیاء امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم کے خلیفہ مجاز تھے۔ اہلِ تصوّف پر آپ کے بے پناہ احسانات ہیں آپ بہترین اخلاق و کردار کے علاوہ علم و معرفت کے لحاظ سے بھی بلند مقام کے حامل تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

کُتے میں دس ایسی عمدہ خصلتیں ہیں جو ہر مومن کو اختیار کرنی چاہیئیں۔

(۱) وہ بھوکا رہتا ہے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے۔ یہ آداب صالحین و صابرین سے ہے۔

(۲) اس کا کوئی مکان نہیں ہوتا، یہ علامتِ متوکلین سے ہے۔

(۳) وہ رات کو بہت کم سوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب شب بیداری کی صفت ہے۔

(۴) اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے اگرچہ وہ اس پر جفا کرے۔ یہ مریدین صادقین کی علامت ہے۔

(۵) جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ زاھدین کی صفات سے ہے۔

(۶) ادنیٰ اور معمولی جگہ پر بھی راضی رہتا ہے یہ علامت متواضعین سے ہے۔

(۷) اگر اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جائے تو اُسے چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کر لیتا ہے۔ یہ نشانِ راضین سے ہے۔

(۸) اس کو ماریں اور پھر روٹی کا ٹکڑا ڈالیں تو فوراً واپس ہو جاتا ہے اور دل میں مار کھانے کا کینہ نہیں رکھتا۔ یہ علامتِ خاشعین سے ہے۔

(۹) کھانا سامنے رکھا ہوُا دیکھ کر بھی اُسے دُور سے دیکھا رہتا ہے۔ یعنی اس پر جھپٹتا نہیں۔ یہ علامتِ مساکین سے ہے۔

(۱۰) کسی مکان سے اگر کوچ کر جائے تو پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا یہ علامت محزونین سے ہے۔

اے عزیز قناعت کا سبق کُتے سے حاصل کر لے تُونے اکثر دیکھا ہو گا کہ شکاری کتوں کو جب گلی کوچوں کے کُتے دیکھتے ہیں تو بھونکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے مسکینو! جب تم نے عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانوں کی خواہش اور رغبت کی تو تم زنجیروں کے ساتھ قید کر دیئے گئے۔ اگر تم بھی ہماری طرح رُوکھی سُوکھی پر قناعت کرتے تو ہماری طرح آزاد زندگی بسر کرتے۔

صدقے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جملہ نعمتوں اور خزانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ قرار دے کر ان کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہم لیں اپنی نعمتیں تقسیم کرائیں چنانچہ حضور علیہ الصلواۃ خود فرماتے ہیں "بینا انا نائم وائیتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔" (مشکواۃ شریف صفحہ ۵۰۱)

ترجمہ:۔ "یعنی میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور مجھے سونپ دی گئیں" اس سے ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں اور نعمتوں کے مالک و مختار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو آپ ہی تقسیم فرماتے ہیں چنانچہ خود حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ السلام فرماتے ہیں "انما انا قاسم واللہ یعطی۔" (بخاری شریف صفحہ ۱۶ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

ترجمہ:۔ "بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے" اور فرماتے ہیں "فانی انا ابو القاسم اقسم بینکم۔" (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

ترجمہ:۔ "یعنی میں ابو القاسم ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں" ان احادیث شریف سے صاف ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تقسیم

فرماتے ہیں۔ شعر

لاواب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا۔ بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

دوسرا شعر ہے۔ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا = دونوں جہاں ہیں آپکے قبضہ و اختیار میں

۱۰ ذکر ولادت حضورؐ

عزیز بھائیو! یہ تو آپ کو گزشتہ روایات سے معلوم ہی ہو گیا ہو گا کہ رب لایزال نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعہ جشن منایا یعنی خود خالق موجودات جل جلالہ نے اس خلاصۂ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی مسرت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالم امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا بلکہ یوں کہا جائے تو بالکل مناسب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد پر کل کائنات پست و بالا کی ہر چیز کو اس موقع پر مزین کر کے استقبال فرمایا مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے اتنا چراغاں کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی اور نور نبویؐ نے اسے اپنے جلوس میں لے لیا۔ سبحان اللہ۔ رب العزت نے قرآن کریم کی بہت آیتوں میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت فرمایا جو اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں جیسے کہ

"واذ اخذ اللہ میثاق النبیین" (الآیہ پ ۳ ع ۱۷)

رب تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہزاروں اوپر ایک لاکھ کے مجمع انبیاء میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا اور جملہ انبیاء سے حلف لیا ہم اپنے آقا کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے

مدعی تو اپنے آقا و مولی کا ذکر خیر سننے کے وقت سینکڑوں کی تعداد میں بھی نہیں ہوا کرتے کتنے افسوس کا مقام ہے اور

"لقد جاء کم رسول من انفسکم۔"الآیتہ۔اور۔واذ کرو انعمت اللہ علیکم الآیتہ ال عمران اور و اما بنعمت ربک فحدث۔ والضحیٰ اور۔قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفر حوا الآیہ سورہ یونس۔ان تمام اور ان جیسی دوسری آیات میں رب رحیم و کریم کا حکم ہے کہ ہماری نعمتوں کو یاد کرو اور اس پر خوشی مناؤ اور جس کو عقل سلیم سے واسطہ ہے وہ یقیناً" یہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اور سب سے بڑی نعمت جو اس نے اپنے مخلوق کو دی ہے شہنشاہ کون مکان تاجدار دو عالم سید الانبیاء۔امام المرسلین رحمتہ اللعالمین کی ذات والاصفات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور پھر اسی وحدہ لاشریک ذات نے اس نعمت عظمیٰ کو دنیا میں بھیجتے وقت وہ عدیم النظیر جشن منایا جو اس کے سوا کسی کے بس میں نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہو گا پھر اسی بزرگ و برتر خدا جل علی شانہ نے اپنی بلاریب کتاب یعنی قرآن کریم میں اپنے اسی محبوب عالی کے زبانی (قل بفضل اللہ و برحمتہ۔الآیہ) کا اعلان عام فرما کر سب دنیا والوں کو حکم فرمایا کہ میرے محبوب کی آمد پر خوشیاں مناؤ اور اس نعمت عظمیٰ کا خوب چرچا اور ذکر خیر کرو والحمد اللہ

۱۱ حضورؐ کا خود اپنا میلاد منانا

محترم دوستو! امام جلال الدین السیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی کتاب میں اس موضوع پر

ایک مکمل باب (حسن المقصد فی عمل المولا) کے نام سے رقم کیا ہے جس میں انہوں نے اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنا میلاد منایا ہے اس لحاظ سے یہ سنت رسولؐ بھی ہے امام سیوطیؒ ایک روایت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ مدنی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکرے ذبح کر کے فقراء و مساکین کو کھلائے

۱۲ اعتراض:-

یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا تھا اس کا جواب امام سیوطیؒ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ تو ان کے دادا حضرت المطلب کر چکے تھے اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں ہوتا۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں" (**والعقیقہ لا تعاد مرۃ ثانیتہ فجمل ذلک الخ۔" (الحاوی للفتاوی للسیوطئی جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)**

ترجمہ:۔ امام سیوطی کی عبارت کا پورا ترجمہ

"عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا اس لئے اس صدقے کو اس حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اظہار شکر کے لئے کیا اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمتہ للعالمین بنایا اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع بنانے کے لئے کیا جس طرح کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات پر خود بھی درود شریف پڑھا کرتے تھے اس حقیقت کے پیش نظر ہمارے لئے مستحب ہے بلکہ واجب ہے کہ ہم بھی آپ کے میلاد تشریف پر اظہار مسرت کریں (انتہی)"

۱۳ ذکر خیر کے وقت صحابہ کرامؓ کا اجتماع

کتب سیر اور کتب احادیث میں لاتعداد جگہ یہ ذکر آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجمع صحابہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے ممبر رکھوا کر انہیں ممبر پر بیٹھنے فرماتے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ میری نعت (ذکر خیر) پڑھو اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے اور صحابہ کرام بھی سنتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کے لئے یہ دعا فرماتے۔ "اللھم ایدہ بروح القدس۔" اے اللہ حسان کی روح قدس کے ساتھ امداد فرما۔" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۳)

دیکھئے۔ دوستو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ کے لئے کیسی پیاری دعا فرمائی۔ سبحان اللہ

۱۴ خلاصہ:۔

مسلمان بھائیو! جب جشن میلاد منانا اللہ کی سنت ٹھہری اور پھر اولیاء کرام اجلہ علمائے امت ہر دور ہر زمانہ میں جشن میلاد النبیؐ مناتے چلے آتے ہیں تو پھر لازم ہے ہمارے لئے اپنے ان اکابرین امت کے نقش قدم پر عمل کرنا اگر ہم حضور پرنورؐ کے صحابہ کے نقش قدم اور حضرات تابعین اور اکابرین اسلاف علمائے امت کے نقش قدم پر نہ لیں تو پھر فلاح و نجات پانا مشکل ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ "ولا یمکن التجاہ بدون اتباع ھئولا الاکابر الخ۔" ترجمہ:۔ ان اکابرین کی اتباع نہ کی جائے گی تو نجات نہ ملے گی۔

۱۵ لہذا لازم ہے ہم پر:۔

کہ ہم امتی ہونے کے دعویدار اپنے محبوب آقا و مولی مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے امتی ہونے کا عملی ثبوت پیش کریں تاکہ ہو ہمارا بیڑہ پار اگر ہمارے دلوں میں حضورؐ کے ساتھ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت نہ ہو گی تو پھر ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "لایکون احد کم مومناحتی اکون احب الیہ۔" (الحدیث۔ مشکواۃ شریف) یعنی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کی محبت میرے ساتھ دنیا و مافیہا حتیٰ کہ اس کے والدین وغیرہ سے بھی زیادہ نہ ہو" لہٰذا ضروری ہے کہ ہم جشن میلاد کے موقع پر جو محفلیں منعقد کرتے ہیں اور اس میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اس کے لئے جانی و مالی علمی فکری قربانیاں دیتے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہونی چاہئیں۔

بمصداق شعر:۔ خدا اس کا نہیں ہوتا خدا کا وہ نہیں ہوتا = جسے ہونا نہیں آتا تمہارا یا رسول اللہ

بمصداق دوسرا شعر:۔ محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے = اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

رب غفور رحیم ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور عشق پیدا فرمائے آمین اگر خلوص اور محبت ہے تو آپ کا معمولی صدقہ و خیرات بھی بارگاہ نبویؐ میں مقبول ہیں جیسے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فیوض

الحرمین۔ تفہیمات الٰہیہ اور الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ "میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر سال ربیع الاول شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشیاں منایا کرتے تھے اور جو کچھ اس وقت موجود ہوتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر خرچ کر دیا کرتے لیکن گردش دوران نے ایک سال ایسا بھی لایا کہ شاہ صاحب کے پاس قحط سالی اور تنگدستی کی وجہ سے کچھ بھی نہ تھا اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے مبارک دن آگئے ہر چند کوشش کی ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا جاتا۔ بہر حال کہیں سے کچھ بھنے ہوئے چنے مل گئے شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں وہی بھنے ہوتے چنے میں نے میلاد کی خوشی میں صدقہ کر دیئے لیکن دل آزردہ تھا کہ اس سال میلاد کی خوشی دھوم دھام سے نہیں منائی جا سکی۔ رات کو جب میں سویا تو محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے میں مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور وہی بھنے چنے آقا علیہ السلام کے سامنے رکھے ہوتے ہیں اور انہیں دیکھ کر آپ خوش ہو رہے ہیں "سبحان اللہ۔ آپ نے دیکھا دوستو یہ ہے خلوص و محبت کا پھل

۱۶ فضائل میلاد:۔

اس ضمن میں شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں تحریر فرمایا ہے کہ "جو آدمی میلاد شریف کی خوشی منائے گا وہ پورا سال اس کے لئے پر امن

ہو گا " شاہ محدث دہلوی ؒ نے ایک اور واقعہ ارقام فرمایا ہے کہ " شام میں ایک مسلمان تھا۔ جو ہر سال ربیع الاول شریف میں محفل میلاد شریف اپنے گھر میں منعقد کیا کرتا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا ایک دفعہ مسلمان نے حسب دستور محفل میلاد شریف منعقد کی اور بہت دھوم دھام سے خوشی منائی خیرات اور صدقات کئے پڑوس میں جو مجوسی رہتا تھا اسے بیوی نے پوچھا کہ ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا کہ کوئی خوشی یعنی شادی وغیرہ بھی تو نہیں اور اس نے اتنے دھوم دھام سے خوشی کی محفل منعقد کی ہے اور پھر اس میں اتنے زیادہ اخراجات بھی کرتا ہے اور ہر سال یہ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

عزیز دوستو! مجوسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ پگلی تو کیا جانتی ہے اس دن ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے ہیں تو یہ مسلمان اس دن ان کی آمد پر یہ محفل منعقد کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں مجوسی کی بیوی نے جب یہ بات سنی تو بہت محبت بھرے لہجہ سے کہا۔ چہ خوشی سیرتے نہادہ اند مسلمانان۔ بس پھر کیا تھا حضرات رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت موجزن ہوا اور رات کو سوتے میں اس خوش قسمت بی بی کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا صبح جب وہ اٹھی اس کے منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر جاری تھا شوہر نے جب یہ کلمہ سنا تو بیوی سے کہا کہ یہ تم کیا کہتی ہو بیوی نے کہا کہ تو کیا جانے رات جب میں سوتی تھی تو نورانی شکل میں ایک بہت بزرگ ہستی جو حسن و جمال میں یکتا تھا آ کر مجھے کہنے لگا کہ تم نے ہماری میلاد کی خوشی کو پسند کیا اور محبت کی نظر سے اس کام کو دیکھا تو تم اللہ

تعالیٰ بڑا کرم فرمایا اور اب تو یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جانا تو میں نے یہ کلمہ پڑھ لیا اور میں مسلمان ہو گئی شوہر نے کہا کہ خدا کی قسم وہی باکمال بزرگ میرے پاس بھی آئے اور مجھے کہا کہ تمہاری بیوی مسلمان ہو گئی تو بھی مسلمان ہو جا تو مجھے بھی یہ کلمہ پڑھا دیا۔ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ اور میں بھی مسلمان ہو گیا" دیکھا آپ نے دوستو۔ غور کا مقام کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محفل سے اگر ایک کافر بھی اتنی تھوڑی سی محبت کا اظہار کرتا ہے تو خداوند قدوس آتش جہنم سے نجات دیتا ہے اور اس کے چلتے اس کا پورا گھرانا عذاب دوزخ سے نجات حاصل کر لیتا ہے تو پھر آپ اس پر بھی سوچیں کہ اس آقا و مولیٰ کا ایک موحد امتی جس کا دل محبت آقا سے سرشار ہو اور وہ ماہ ربیع الاول شریف میں مجلس میلاد شریف منعقد کرتا ہے اور خوشی مناتا ہے اس کو ارفع و اعلیٰ مقام خداوند کریم جنت میں کیوں نہ دے گا خداوند تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے محبوبؐ کی محبت سے منور فرمادے۔ آمین۔ اسی لئے تو شاعر نے فرمایا ہے

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے اگر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو عبادت نہیں ہوتی

دوستو۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں امتی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن اپنی کم ظرفی کی وجہ سے میلاد شریف منانے کو ناجائز بدعت اور

حرام اور کیا کیا کہتے ہیں خدا ان کو ہدایت فرماوے۔ ان پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

ماضر شمس الضحیٰ بالافق طالعتہ
ان لایریٰ ضوء ھا من لیس ذا بصر

یعنی سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا ہے اگر کوئی نابینا سورج کی روشنی کو نہ دیکھ سکے تو اس کا کوئی اثر سورج پر نہیں پڑسکتا۔

کوئی کچھ بھی کہے لیکن محبوب کبریا کی شان اقدس تو وہ شان ہے جس کے بارے میں رب لایزال نے فرمایا۔ "ورفعنا لک ذکرک"

اور ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے

محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

۱۷ ابولہب کا واقعہ

اب ذرا بخاری شریف کی اس حدیث شریف کی طرف آیئے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا کا ذکر ہے کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے میلادالنبیؐ کی خوشی میں اجر سے محروم نہیں رکھا حالانکہ یہ ابولہب ایسا بد بخت کافر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی مذمت میں پوری سورت سورۂ لہب نازل فرمائی

"تبت یدا ابی لھب و تب" الخ الآیہ۔ "یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی اس کی کمائی اسے عنقریب شعلہ زن آگ میں دھنسا دیا جائے گا"

کون نہیں جانتا کہ اس نے حضور علیہ السلام کو اور صحابہ کرام اور اہل اسلام کو طرح طرح کی اذیتیں نہیں دیں چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ اس کی ایک لونڈی جس کا نام ثوبیہ تھا وقت ولادت اس نے اپنی اس لونڈی کو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کہ جاؤ میرے بھائی عبداللہ کے گھر ولادت ہونے والی ہے میری بھاوج آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ثوبیہ دوڑتی ابولہب کے پاس گئی اور کہا کہ آقا آپ کو مبارک ہو آج اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرحوم بھائی (عبداللہ) کے گھر بیٹا عطا کیا ہے ابولہب نے اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں (بن دیکھے) اتنی خوشی محسوس کی کہ اسی حالت میں جس حالت میں بیٹھا ہوا تھا اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا ثوبیہ میں نے تجھے نومولود (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا

حدیث:۔ اب صحیح بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ ہو۔

"ظلمامات ابولہب فراہ بعض اہلہ بشر حیتہ قال لہ ماذا القیت قال ابولہب لم الق بعد کم خیر اغیرانی سقیت فی ہندہ لعتاقتی ثوبیتہ"

ترجمہ:۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے جب اسے خواب میں دیکھا تو بہت برے حال میں تھا اسے پوچھا کیسے ہو ابولہب نے کہا کہ میں بہت سخت عذاب میں ہوں اسے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا ہاں مجھے اس عمل کی جزا کے طور پر کچھ سیراب کیا جاتا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد

کر دیا تھا۔" اور اس واقعہ کو عظیم محدث ابن حجر عسقلانیؒ نے امام سہیلی کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے

"ابن العباس قال لما مات ابو لہب رایتہ فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقیت بعد کم راحۃ الا ان العذاب یخفف عنی کل یوم اثنین -(صحیح بخاری جلد ۲ ۷۶۴ فتح الباری ۹ صفحہ ۱۴۵)

ترجمہ:- "حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن سوموار کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔" حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ان النبی صلی اللہ علہ وسلم یوم الاثنین وکانت ثویبۃ بشرت ابالہب بمولدہ فاعتقہا"

ترجمہ:- "یعنی عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے سوموار کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا لہذا جب سوموار کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اسی خوشی کے صلے میں عذاب میں تخفیف فرما دیتے۔ سبحان اللہ شان محبوبیت

دیکھا مسلمان بھائیو۔ آپ نے میلاد النبی کی خوشی منانے پر رب کریم ابولہب جیسے بد بخت کافر کو بھی محروم نہیں فرماتے۔ وضاحت:- یہ مسلمہ مسئلہ ہے شریعت کا کہ

کافر کو آخرت میں دنیاوی نیکی کوئی کام نہ دے گی لیکن قربان جاؤں محبوب کبریا کی شان ارفع واعلیٰ پر کہ اس کی ولادت کی خوشی منانے پر کافر کو آخرت میں دنیاوی نیکی کوئی کام نہ دے گی لیکن قربان جاؤں محبوب کبریا کی شان ارفع واعلیٰ پر کہ اس کی ولادت کی خوشی منانے پر کافر کو آخرت میں بھی کچھ فائدہ ملے گا

حضرات اس موقع پر آپ خود انصاف فرمادیں کہ موحد مسلمان جو اپنے محبوب آقا و مولیٰ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے کیا وہ آخرت سے محروم رہے گا۔ حاشا و کلا رب کریم میلاد النبی ؐ کی خوشی منانے والے ہر مسلمان کو درجات عالیہ ضرور نصیب فرمائے گا

دعا۔ یا اللہ تو اپنے حبیب پاک کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرما یا اللہ ہمارے دلوں کو اپنے حبیب پاک کی محبت سے منور فرما یا اللہ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیرے حبیب پاک کی دنیا میں تشریف آوری پر خوشی مناتے ہیں تو اس کے صلے میں ہمیں آخرت میں خوشیاں عطا فرما۔ آمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین)

استفتاء مع الجواب

مفتی خلیل الرحمٰن
مجددی نقشبندی

فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت دے کر تشنیع مناسب معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے آئمہ دین نے قیام مذکورہ کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ انتھی کلام الشیخ مسلم البشریٰ)

حضرت شیخ سلیم البشریٰ مفتی جامع ازہر کی عبارت سے بخوبی واضح ہوا کہ اختتام میلاد پر جو قیام کیا جاتا ہے بلا لیت ولعل جائز بلکہ احسن المندوبات ہے اور علماء دیوبند کے پیشوا اور استاد کل حضرت شاہ الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے بھی سنیئے۔ فرماتے ہیں، اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں کیا حق بات کہی حضرت شاہ صاحب نے اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے فیصلہ ہفت مسئلہ

ان روایات اور اقوال علماء دین سے اچھی طرح واضح ہوا کہ محفل میلاد النبی شریف کا انعقاد اور آخر میں قیام اور درود وسلام بحالت قیام پڑھنا سب امور جائز باعث برکت اور اجر عظیم ہیں جس میں کوئی شک وشبہ نہیں

نمبر ۹۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جشن میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد بدعت ہے اور ناجائز وہ جہالت کی گہری تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا اور اس موقع پر خوشی کا اظہار کرنا اور غرباء و مساکین پر مال خرچ کرنا ان تمام امور کو منع کرنا کسی محب رسولؐ کے شایان شان ہرگز نہیں بلکہ وہ منع کرنے والا خود بدعتی ہے اور وہ بدعت کے معنیٰ کو جانتا ہی نہیں گزشتہ آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ تحدیث نعمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے عید میلادالنبیؐ منانا مستحسن اور قابل تقلید عمل ہے اور پھر یہ خوشی منانا تو سنت الٰہی بھی ٹھہری حضورؐ کی اپنی سنت بھی قرار پائی صحابہ کرام کے آثار سے بھی ثابت ہے اس کے جواز اور عدم جواز پر اب بھی اگر کوئی بحث کرے اور اس کو ناجائز حرام اور بدعت کہے تو اسے ہٹ دھرمی اور لاعلمی کے سوا اور کیا کہا جائے گا اب عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں چند آئمہ دین علماء امت کے اقوال ملاحظہ فرماویں

نمبر ۱:- محدث ابن جوزیؒ فرماتے ہیں لا زال اہل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب یحتفلون المجلس مولا النبیؐ ویفرحون بقدوم ہلال شہر ربیع الاول - المیلاد النبوی صفحہ ۵۸۱

ترجمہ:- اہل مکہ و مدینہ اور اہل مصر و یمن و شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں الخ

نمبر ۲:- امام نووی کے شیخ ابو شامہ (عربی عبارت کا ترجمہ اردو میں)

ترجمہ:- ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضورؐ کی ولادت باسعادت کے دن جو صدقات اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ کے زمرے میں شامل ہے الخ۔

نمبر ۳:- امام الحافظ سخاوی

ترجمہ:- عربی سے اردو تمام اطراف و اکناف میں اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں خوشی کی بڑی بڑی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں سبل الہدیٰ صفحہ ۴۲۸

نمبر ۴:- امام جلال الدین سیوطیؒ (ترجمہ عربی سے اردو میں)

ترجمہ:- میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع تلاوت قرآن پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مرتب ہوتا ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار ہے م

حسن المقصد فی عمل المولد فی الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۱۸۹

نمبر ۵:- شارح بخاری امام قسطلانیؒ

لازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولد علیہ السلام ویعملون الولائم ویصدقون فی لیالیہ انواع الصدقات ویظہرون السرور ہ الخ بطولہ

ترجمہ:۔ ربیع الاول چونکہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے لہذا اس میں تمام اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی خوشی میں محافل کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں (الخ بطولہ)

نمبر۶:۔

علامہ ابن تیمیہ:۔ و کذلک مایحدثہ بعض الناس بطولہ

ترجمہ:۔ بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائے گا۔ اقتضاء صراط مستقیم صفحہ ۲۹۷

نمبر۷:۔ امام ابن حجر مکی:۔

المولد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرھا مشتمل علی خیر کصدقتہ و ذکر و صلواۃ و سلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ میلاد اور اذکار کی محافل جو ہمارے ہاں منعقد ہوتی ہیں اکثر خیر ہی پر مشتمل ہیں کیونکہ اس میں صدقات ذکر الٰہی اور آپ صلی علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود و سلام عرض کیا جاتا ہے فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۴۹

نمبر۸:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی:۔ (عربی سے اردو)

ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محفل میلاد کا انعقاد تمام عالم اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے اس کی راتوں میں صدقہ خوشی کا اظہار اور اس

موقعہ پر خصوصاً" آپ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خصوصی معمول ہے۔ ماثبت من السنۃ صفحہ ۱۰۲ بخوف طوالت مزید ائمۃ دین علماء متبحرین کے اقوال ترک کر رہا ہوں

تاہم ان میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ملا علی قاریؒ۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب۔ مولانا محمد عبدالحیٔ صاحب لکھنوی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔ مفتی محمد مظہر اللہ صاحبؒ علامہ الحافظ ابوذرعہ العراقیؒ قابل ذکر ہیں ان تمام حضرات علماء کرام نے محفل میلاد شریف کے انعقاد پر ثواب اور اجر عظیم ملنے کے متعلق لکھا ہے اور عید میلادالنبی علیہ السلام منانے کو بالکل جائز فرمایا ہے بدعت اور ناجائز کہنے والوں کو لازم ہے کہ وہ جلد از جلد توبہ کریں کیونکہ ایک تو خود سوءِ ادب کے مرتکب ہوتے ہیں کہ خود محفل میلاد منعقد نہیں کرتے دوسری بات یہ کہ میلاد شریف منانے والوں کو اس کار خیر سے منع کرتے ہیں لہٰذا یہ لوگ مناع للخیر کے زمرے میں آتے ہیں توبہ کرنا ان کے لئے لازم ہے لہذا ماعندی من الکتاب واللہ اعلم بالصواب۔

تبصرہ کتب

(نوٹ) تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں

عنوان:۔ سلسلہ انوار کا۔ (حمد و نعت)

مصنف:۔ خاطر غزنوی (پروفیسر)

طبع اول:۔ ۱۴۱۶ھ \ ۱۹۹۶ء۔

صفحات:۔ ۱۱۲

قیمت:۔ ۱۰۰ روپے

ناشر:۔ سنڈیکیٹ آف رائٹرز (رجسٹرڈ) ۲۱۔ گلی ۱۷ گل بہار پشاور شہر

تبصرہ نگار:۔ سید محمد انور شاہ قادری لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور شہر

سرحد کے علمی و ادبی حلقے کے روح رواں محترم پروفیسر خاطر غزنوی صاحب سابق چیئرمین شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی گذشتہ نصف صدی سے شعر و ادب، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے کام میں کوشاں ہیں اور اس وقت تک متعدد کتابیں آپ کے قلم سے نکل عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں زیر تبصرہ کتاب، حمد و نعت منقبت اور شہدائے کربلا کے حضور آپ کے منظوم اردو کلام پر مشتمل ہے جس کا انتساب مدیر اعلی الحسن کے نام نامی کے ساتھ ان الفاظ میں کیا گیا ہے

"استاد مکرم آغا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کے فیوض کی نذر"

آپ ایک عرصہ تک آنجناب کی صحبت کاملہ سے مستفیض ہوتے رہے اور قلب و نظر عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یوں منور ہوئے کہ مادہ پرستوں کی جنت

میں تو یورپ میں بھی تڑپا ہوں مدینے کے لئے

روح و دل کو میرے یہ اجلی فضا ہی راس ہے

کتاب کے آغاز میں حمد و ثنا بیان ہوئی ہے اور حمد باری تعالیٰ پر مشتمل بعض بزرگ شعراء جیسے رحمٰن بابا خوشحال خان خٹک، حافظ الپوری اور سائیں احمد علی کے کلام کو اردو نظم کے قالب میں ڈھالا گیا ہے جس سے ایک طرف اردو ادب میں وسعت پیدا ہوئی ہے تو دوسری طرف نوجوان شعراء کو اسلاف دوستی کا سبق ملتا ہے

حمد کے بعد نعت شریف کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس میں بھی خوشحال خان خٹک اور رحمٰن بابا کے کلام کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے اس کے بعد غزنوی صاحب نے اپنے کلام کو دو عنوانات کے تحت جمع کیا ہے ایک حصے میں تیرہ ایسی نعتیں ہیں جو مدینہ منورہ کی باریابی سے پہلے لکھی گئیں جبکہ دوسرے حصے میں "باریابی کے بعد" کے عنوان کے تحت چوبیس نعتیں شامل کی گئیں ہیں دونوں حصوں میں بھرپور شاعرانہ تجربہ، فصاحت و بلاغت تشبیہات و استعارات اور حسن بیان کے علاوہ درد و سوز، ذوق و شوق، عقیدت و محبت اور عجز و انکساری کے جذبات موجزن ہیں۔ لیکن دوسرے حصے میں کیف و سرور، وجد و حال اور واردات قلبی کا ایک جہاں آباد ہے جس سے قاری کے دل و دماغ بھی مہک اٹھتے ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

میں بڑھ رہا تھا مجھے تن بدن کا ہوش نہ تھا

میں غائبوں میں تھا اس وقت جب حضور کیا (ص ۵۹)

میں نعت لکھتا نہیں لفظ خود اترتے ہیں
شعور پاتا ہے میرا قلم عبادت کا

(ص ۶۵)

اللہ اللہ اس کے مناظر، خوشبو خوشبو اس کی ہوا
شہر مدینہ جنت دنیا اس گلشن کی نکہت اور

(ص ۶۶)

تسکین دل و جان کا سبب ذکر نبی ہے
بخشش کا اگر ہے کوئی باعث تو وہی ہے

(ص ۷۰)

جوں ہی سجدے میں میں نے زمیں کو چھوا
پایا عرش علا آپ کے شہر میں

(ص ۷۲)

فضا کا ذرہ ذرہ عشق کی تصویر تھا کل شب جہاں میں تھا
میں خود اپنی نظر میں صاحب توقیر تھا کل شب جہاں میں تھا

(ص ۷۳)

نعت نگاری نہایت ہی مشکل ترین فن ہے کیونکہ اس میں شاعر کے لئے زبان و بیان پر قدرت رکھنے کے علاوہ حُبِ رسول سے سرشار ہونا اور آداب نعت کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے اور نعت لکھتے وقت شاعر کا قلم دیگر اصناف پر خام فرسائی کی

طرح آزاد نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لفظ کے بارے میں احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ پروفیسر صاحب کو اس بات کا بخوبی احساس ہے ایک جگہ فرماتے ہیں

ہے ذکرِ شہِ لولاک کا محتاط رہے خامے کی زباں
خاطر نہ یہاں اک نقطہ بھی از روئے رنگِ مجاز آئے

(ص ۴۹)

علمائے مسترشدین فرماتے ہیں کہ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہترین طریقہ ہے اور پروفیسر صاحب نے "سلسلہ انوار کا" کے ذریعے جو دینی خدمت انجام دی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور ان کے قلم کو مزید طاقت بخشے کہ وہ انوار کے یہ سلسلے رقم کرتا چلا جائے۔ آمین

خوبصورت وسفید کاغذ پر عمدہ کمپیوٹر کمپوزنگ میں طبع ہونے والی یہ کتاب قارئین کے دلوں میں حب رسولؐ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔